یون ہی قسمت کا جب اٹھا تو جو مین تھی جبل
زور بازو وہ گئے ہائے کدھر حیدر کے

خاک اور خون مین دیکھو تو زمین کے اوپر
ہاتھ سے اہل شقاوت کے عزیزان یکسر
دھڑ تڑپتا ہے کسو کا کہین لوٹے ہے سر
یون ہوئے آگے نہ تیغ و تبر حیدر کے

نہ ہین قاسم و نہ عباس کو دیکھون ہون آہ
سطح مٹ گئے اک آن مین سبحان اللہ
نہ پڑے چشم اب اصغر پہ نہ اکبر پہ نگاہ
گویا تھے ہی نہ کبھو نور بصر حیدر کے

نہ کوئی یار رہا اپنا نہ کوئی اب ہے شفیق
جو کوئی تھے سو ہوئے رحمت حق کے وہ غریق
نہ کوئی دوست رہا اس وقت نہ کوئی ہے رفیق
کوئی لے جا کے یہ مرقد پہ خبر حیدر کے

با سوا بحر کے اس قریہ مین ہے لاکھ کوا
آہ کیا جانیے تھی کونسی ساعت کہ ہوا
قسمت اپنی کہ موا جو کوئی پیاسا ہی موا
آگے فرزندون کا اس جا پہ گذر حیدر کے

پہ شام نے کیا کیجے تعدی جو کی
کہ وہ مہ سے نہ رکھا ایک کے اندام مین جی
خیمۂ اہل حرم کے تئین آگ آن مین دی
قتل عام آگے مچایا ہے نگر حیدر کے

حق تعالیٰ کرے اس قوم کو جلدی نابود
ان لعینون نے خدا جانے سمجھ کر کیا سود
کہ یہ ہین زیر فلک ہر دو جہان سے مردود
کر دیے جی کے عزیزون کے ضرر حیدر کے

یا ہی نیزے پہ ہر سر کو یہ دکھلاتے ہین
یون عزیزون کو ترے شام لیے جاتے ہین
بھر رہین اسم باسم آن کے بتلاتے ہین
جلد ہو تجھ کو عجب قہر ہے گھر حیدر کے

راہ چلنے دہین ایک پل آرام نہین
سنگ کھاتا ہے وہ ملعون یہ ہے کہ وہین
جس سے پوچھے ہین کہان کیجیے اے دشمن دین
خویش و فرزند گئے اور جدھر حیدر کے

تھی غرض حضرت کلثوم کی وان یہ گفتار
سن سن ان باتون کو روتے ہین کھڑی زار نزار
ہر سخن آب کرے تھا دل سنگ و کہسار
شام سے اہل حرم تا بسحر حیدر کے

سودا اب صبر کو دے راہ دل بریان مین
صلے مین اسکے عدو یہ سمجھے ہر سید انس و جن
آگے سکتے کی نہین تاب کسی انسان مین
قرۃ العین ہی دیوین گے ظفر حیدر کے

مرثیہ دیگر مربع

جیسے مین دیکھا ہے گردون پہ محرم کا ہلال
کہہ نہین سکتا کسی سے ہائے اپنے دل کا حال
روز و شب مجکو رہا کرتا ہے رونے سے خیال
ابر دریا بار جب دیکھو تو ہے میرا رومال

پوچھے گر کوئی سبب تو کیا کہوں اس کے درد
پیاس لگتی ہی تو کرتا ہوں تلاش آب سرد
کس طرح دکھلاؤنگا محشر میں اپنا روی زرد
ڈوبی پانی بن وہ کشتی جسمیں تھی احمد کی آل

سخت مشکل ہی جو کیجے تو نہیں کوئی تاب
تیغ و تیر انپر برستا تھا انھوں کے درجواب
اور چپ رہنے میں دل ہوا آتش غم کو کباب
جسطرف کر دیکھتے وہ مظلوم پانی کا سوال

دل مرا کیونکر نہووے اضطراب قلق میں
گر کسی لڑکے تو پہونچا قطرہ پانی حلق میں
یہ ستم نوع بشر پر میں نہ دیکھا خلق میں
سو کمان جور کی تھی تیر کی اسجا میں بحال

یوں روایت ہی کہ وہ مظلوم سوے کربلا
ہاتھ سے تب ہاتھ بھائی بند نے اپنا ملا
جب لگا چلنے مدینے سے لگا انکو گلا
اور یوں کرنے لگے عرض اے جناب باکمال

کوفیوں کے قول پر ہرگز نہ کیجے اعتماد
گھر پیمبر کا رفاقت انکی دیوے گی بباد
قول و فعل انکا نہیں ہی خوب ہیں وہ بدنہاد
وہ نہ کر محشر میں جو ہمکو ہو تجھ سے انفعال

شہ نے فرمایا کہ سچ ہے دور یہ تدبیر سے
سر کا وعدہ کر چکا میں جور کی شمشیر سے
پر کسو کا بس نہیں چلتا ہی کچھ تقدیر سے
اسکے ایفا کو نہیں سکتا میں ایدھر سے ٹال

جو کوئی تم میں سے باندھو مرنے پر اپنی کمر
اس سی ہوں راضی رفاقت ہی کی میں زیادہ تر
سو چلے ہمراہ اور جینے پہ ہو جسکی نظر
اسکی جانب سے نہ ہو ہرگز مرے دل میں ملال

راوی کہتا ہی سن انکو بولے یوں حضرت حنیف
پر حرم کو ساتھ لیجانا ہے تدبیر ضعیف
جایئے آپ اقتضا کرتی ہی گر رکھے شریف
پاس رکھنے کا انھوں کے مت کرو ہرگز خیال

ہی صلاح وقت یوں اب رکھے چلو انکو یہیں
میں ترا بھائی ہوں کہنے کو مرے کیجے یقین
ان کی دلجمعی کی خاطر چھوڑ دیاں میرے تئیں
ساتھ لیجانا انھونکا سخت ہی تم پر وبال

یہ لگا کہنے وہ سرور سنکے بھائی کا کلام
حق کی مرضی بن کیا اب تک نہیں کچھ میں نے کام
یوں مقدر ہی شریک حال ہو عترت تمام
آپکے کہنے سی چھوڑوں ان کو یاں ہے یہ محال

جا سکے یوں سر مرا نیزے پہ ہووے پیش پیش
پاس انکی ہو نہ جز عابد کوئی فرزند و خویش
اشتر و نیزا کے پیچھے ہو میں سب یہ سینہ ریش
سو اسی اسطرح لیجاویں وہ قوم بدخصال

اسکی قسمت میں ہی یوں اس روز ہووے اسکو تب
چشم تر یوں اشک سی اور تشنگی سی خشک لب
پیادہ چلنے سی ہر اک منزل میں وہ کھینچے تعب
وہ نہ دے قطرہ کری جس سے وہ پانی کا سوال

بیچ میں اس راہ حسین ہووے کانٹوں کا وفور
پا برہنہ تپ ہووے میرے سینہ کا سرور

اس طرح کی بات ابن معویہ سے کے وہ حضور
اسمین ای بھائی نہین ہی شک وظن کا اشتمال

یہ سخن سنکر حنیف اُسوقت شہ کے درجواب
انکھین دونون کی ہوئین باہم گلی لگ کر پر آب
یون لگے کہنے خدا حافظ ہی ای ملک جناب
اور بھائی سب رفیق آکر ہوئے بہر قتال

آخر کار اُن سے کہنے کو نہ تا ماز نیار
جتنے ساکن تھے مدینے کے وہ روئے زار زار
کوچ کا دن اور تاریخ سفر پایا قرار
اس سفر کا سب نے کوچ آخرت جانا مآل

بہر رخصت جد کے روضے مین وہ پہنچے محنت النصیب
کر عرض جلد تا مطلب کو پہونچے وہ غریب
جاکے بولا السلام علیک اے حق کے حبیب
امر بر حق کے تغافل کا نہ ہوتا احتمال

سر جدا ہونے کا تن سی مجکو ہرگز کب ہی غم
ہان مگر دوری ترے مرقد کی مجھپر ہی ستم
خویش و فرزندان سے مرنیکا نہین ہرگز الم
سو مین فائق اُسپہ سمجھا ہون رضائی ذوالجلال

گرچہ ہون وہ شخص مین جس کا گریبان قبا
دیکھکر اس خط کو رو مین اس قدر خیر النسا
قطع مین ہو تو نہ گردن پر نشان اسکا پڑا
پونچھین آنکھین تجھی اپنے ہاتھ سی لیکر رومال

سو نظر آتی ہی یون اب مجکو مرضی خدا
پوچھو کیا اس امر مین کہتے ہین وہ ام الہدا
ہو اسی خط پر سی گردن میرے خنجر سے جدا
مین تو سر کٹوانے جاتا ہون سمیت اہل و عیال

ناقلان جانگداز آگے یہ کرتے ہین کلام
خواب مین آکر لگے کہنے اُسے خیر الانام
سو گیا اس گفتگو مین وہ شہ عالی مقام
اے جواہر خانۂ حق کے گہر وے میرے لال

فاطمہ کو کوئی دکھ اس درد سے بدتر نہو
ایمن گو تیغ قضا سی دھڑ پہ تیرے سر نہو
گیسر ہو پر رضائے حق سے وہ باہر نہو
بندگی یان ہی پہیر زادگی کا کیا خیال

گرچہ مجکو مرتبہ حق نے نبوت کا دیا
پر ترے سر کیلیے پیش جناب کبریا
اور تجھکو فاطمہ کے بطن سے پیدا کیا
کاندھے سی لیکر مرے یکسان ترا نیزے کی بھال

مطلقاً اس امر مین مارا نہین جاتا ہی دم
جس جگہ سر کھینچتا ہی بے نیازی کا علم
گو نبوت یا امامت کی سبب فائق ہین ہم
رکھتی ہی اُس جا نبوت اور امامت کیا کمال

یہ زبانی فاطمہ کی تجکو دیتا ہون حباب
جس طرح حاضر ہوا وان جائے حاضر ہو شتاب
اس سے بہتر ہی نہین حق مین ترے ای صواب
تا بدرگاہ خدا ہو سرخرو تیرا جمال

یہ سخن کہکر لگے اپنے جگر گوشے سے مل
خاک تھی زیر قدم جتنی ہوئی لوہو سے گل
یان تلک روئے کہ مژگان سی چلا خونناب دل
یون محمد سے ہوا رخصت کا اُسکے انفصال

دیکھا یہ خواب جو چونکا شہ دنیا و دین
یون کہی خدام سے کہ کر شلیتون کے تئین
ہو چکا آنکھین سوے اہل حرم آیا و بین
ہو جو اسباب سفر در پیش پھر اونٹون پہ ڈال

بالکل جان سوز یون کرتا ہے اب آگے بیان
جنکو چھوڑا تھا مدینے مین وہ با آہ و فغان
لے حرم کو ساتھ اپنے جب لگے ہونے روان
اُس شہ دنیا و دین سے یون لگے کرنے سوال

چھوڑ کر ہمکو گیا ہے تم نے جو عزم سفر
یہ سخن سن شہ نے اُنکو خاک دی یک مشت بھر
کیونکہ ہوے پہنچیگی تمھارے حال کی ہم کو خبر
اور فرمایا کہ رکھیو تم اسے شیشے مین ڈال

ہم خبر اس خاک سے پاؤ گی میری من و عن
کربلا مین جنگ کی جو جھے وہ ہو کر بے وطن
راوی بھی اسطرح لکھتے ہین چنانچہ یہ سخن
ہو گئی وہ خاک شیشے مین برنگ خون لال

سودا تو کر ختم اب پڑھ کر درود اس نظم کو
تا قیامت تعزیہ ابن علی کا لیوے تو
سامعون کے گوش زد آگے ہے یہ سب گفتگو
حق تعالی دے تجھے توفیق یہ ہر ایک سال

مرثیۂ دیگر

کیا ہوا ہائے یہ کام آ چکے دن
گر پڑا دین کا خیام آج کے دن
روتی ہے خلق تمام آج کے دن
ہو گیا قتل امام آج کے دن

سقف ایمان کا مین کیا حال کہون
توڑ ہے اے فلک سفلۂ دون
ڈھے پڑا رن مین نبوت کا ستون
نہ رکھا تو نے بھی تھام آ چکے دن

باپ کے قبضے مین جس کے کوثر
خون سے اسکے ہے زبان تیغ کی تر
تشنہ حلق اسکا بزیر خنجر
خشک اُسکا لب و کام آ چکے دن

غرق وہ خون مین پڑا ہے مذبوح
خاک نم کر کے سر دون کو مجروح
پیاسی دنیا سی گئی اُسکی روح
ڈالو اے خاص و عوام آ چکے دن

جس جگہ مین وہ پڑا ہے یارو
دھوپ مین سوکھتے اسکے تن کو
رو کہ بھی وان نہین جو سایا ہو
ہوئی ہی صبح سے شام آ چکے دن

کہون تنہائی کی اسکی کیا بات
کھینچ کر شام چلا سر ہیہات
پاس کوئی نہین جز حق کی ذات
رن مین تن کا ہی مقام آ چکے دن

زخم اس تن کے گردن کیا مین شمار
کون سی جا نہ لگا وار پہ وار